

صحابيات رضی اللہ عنہن کی غزوات النبی ﷺ مبینہ خدمات
عصر حاضر کی مسلمان خواتین کے لئے نمونہ عمل: ایک تنقیدی جائزہ

**Alleged services of Sahabiyyat in the Gazwat-un-Nabi, a model for Muslim women
of contemporary world: a critical study**

* Ali Sher Baloch

** Dr. Abdul Rehman Kaloi

Abstract

In this modern era, after the domination of western civilization, Muslim religious literature is being reinterpreted in the light of western thoughts by modern exegetes. While construction the commentaries of the Quran and Hadiths, especially Muslim women are targeted and modern interpretations have given the cloak of Islam to western thoughts, comparing Muslim women of 1st century Hijri to modern women of the West. To justify women joining the armed force as well nursing field, a few pieces of Islamic stories bearing the presence of few Muslim women in Gazwat, have been joined in such a way that as if Muslim women of the 1st century were the same doctors and nurses serving in the battlefield as modern women did in West. Additionally, it has been insisted that Muslim women can not only serve in military affairs but also provide their services in Hospitals and the medical field by Sahabiyyat. This paper has critically studied what are the basis of the arguments of modern exegetes and opposite thoughts about the presence of women in various Gazwat.

Key Words: Sahabiyyat, Ghazwat, Battlefield, Seerah.

تمہید

اسلام کی روشن تاریخ متعدد ایسی مسلمان خواتین کا تذکرہ کرتی ہے جن کی پاکیزہ زندگی آج کی خواتین کے لیے بھی ایک بہترین نمونہ عمل ہے۔ آج کے جدید دور میں بھی ان برگزیدہ خواتین کی مطہر زندگی مسلمان خواتین کے لیے مینار ہدایت ہے جب کہ مغربی تہذیب اور معاشرت بڑی حد تک مسلمان معاشروں میں سرایت کر چکی ہے جس کی وجہ سے مغربی تہذیب سے متاثر اور دلدادہ خواتین نے اسلام کی ان ارفع و اعلیٰ خواتین کے

* Ph.D. Scholar, Department of comparative religion and Islamic culture, university of Sindh Jamshoro.

** Assistant Professor, Department of comparative religion and Islamic culture, university of Sindh Jamshoro.

طرز حیات کو ترک کر کے مغربی میڈیا کے پیش کردہ ہیر وز کو اپنا آئیڈیل بنالیا ہے۔ ان پاکیزہ مسلمان خواتین میں سر فہرست ازواج مطہرات علیہن السلام اور صحابیات ہیں جن کے اخلاقی، معاشرتی، دینی اور علمی کارنامے نہ صرف دنیا و آخرت میں ضامن نجات ہیں جب کہ عذابِ دانش حاضر سے بچنے کا بھی ایک محفوظ ذریعہ ہیں۔ خیر القرون کی ان پاکیزہ خواتین نے صرف گھروں میں رہ کر بھی بڑے عظیم کارنامے سر انجام دیئے مگر دورِ حاضر میں ”و قرن فی بیوتکن“ کے الہی حکم کی عملی تعمیل بننے والی ان خواتین کی پاکیزہ زندگیوں کی اس طرح تعبیر کی جا رہی ہے کہ گویا یہ خواتین بھی آج کی جدید عورت کی طرح گھروں سے نکل کر مردوں کی خدمات کیا کرتی تھیں۔

موجودہ دور میں ہر معاملے میں افراط و تفریط عام ہے جس کی وجہ سے خواتین کا مختلف جنگوں معرکوں اور غزوات میں شریک ہونے سے متعلق بھی لوگ افراط و تفریط میں پڑ گئے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ دین اسلام کی اولین روشن تاریخ سے ناواقفیت اور مسلمان خواتین کے بے مثال کردار سے بے خبری کی وجہ سے عام طور پر یہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ ان خواتین نے میدانِ جہاد میں بہت بڑا کردار ادا کیا ہے جب کہ حقیقت یہ ہے کہ غزوہ احد اور اس طرح کی جنگی ہنگامی صورت حال میں خواتین کو میدانِ جنگ میں آنا بڑا جب کہ مردوں کی بڑی تعداد وہاں منتشر ہو چکی تھی۔ تاہم اس کے باوجود اس ضمن میں بھی اکا دکا خواتین ہی سرگرم عمل نظر آتی ہیں مگر انہی خواتین کو بنیاد بنا کر اسلامی نرسنگ اور اسلامی فوج میں خواتین کی شمولیت کے لیے جواز کے اصول نکالے جا رہے ہیں۔ زیر نظر سطور میں تجدید پسند شارحین اور راسخ العقیدہ تشریحات کی روشنی میں تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے کہ آیا غزوات میں خواتین کی شمولیت کے متعلق درست حقائق کیا ہیں؟

غزوات میں خواتین کی ذمہ داریاں

مختلف احادیث کی کتب، سیرت نبوی اور کتب تواریخ سے واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دور میں بھی کچھ غزوات میں خواتین شریک ہوتی رہی تھیں۔ احادیث اور سیرت کی کتابوں کے مطابق جب غزوہ احد میں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد شہید ہو گئی اور ان کی شہادت کی خبر مدینہ پہنچی تو بہت سی خواتین احد پہاڑ کی طرف روانہ ہو گئیں جہاں پہنچ کر انہوں نے نہ صرف زخمی مسلمانوں کو پانی پلایا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کا دفاع بھی کیا۔ اس بات کو ملحوظ خاطر رکھنا ناگزیر ہے کہ غزوات میں شریک ہونے والی خواتین کی ذمہ داریاں کیا تھیں۔

- خواتین اسلام مختلف غزوات میں بہادری اور شجاعت کے ساتھ حصہ لیتی اور مخالفین کا جم کر مقابلہ کرتی تھیں۔
- جہاد میں حصہ لینے والی خواتین کے ذمہ زخمی مجاہدین کو پانی پلانا اور ان کی دیکھ بھال و علاج معالجہ کرنا تھا۔
- جو صحابیات علم طب سے واقفیت رکھتی تھیں تو ان نہ صرف زخمیوں کی تیمارداری کرتیں بلکہ ان کا بھرپور علاج بھی کرتی تھیں۔
- میدانِ جنگ میں زخمی ہونے والے مجاہدین کی مرہم پٹی کرنے کی ذمہ داری خواتین کی تھی۔
- میدانِ جنگ میں موجود اسلامی فوج کے لیے کھانا تیار کرنے کی ذمہ داری بھی مسلمان خواتین کی تھی۔
- کچھ خواتین کے ذمہ یہ کام تفویض کیا گیا تھا کہ وہ میدانِ جنگ سے تیر جمع کر کے مجاہدین کو دیں گی۔^۲

تاریخ اسلامی کے اوراق میں متعدد ایسی خواتین پائی جاتی ہیں جنہوں نے بہت سی جنگی مہمات میں نہ صرف حصہ لیا بلکہ اپنی قابلیت اور خدا داد صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے راہ خدا میں اپنی بھرپور خدمات پیش کیں۔

سیدہ ام عمارہؓ

سیدہ بی بی ام عمارہؓ تاریخ اسلام کی مشہور و معروف خاتون ہیں جنہیں بہادری اور جرات کی وجہ سے مسلمان خواتین کے لیے ہمت و جرات کا استعارہ بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ غزوہ احد کے موقع پر یہ کچھ اور مسلمان خواتین کے ہمراہ زخمی مسلمانوں کو مشک میں پانی بھر کر پلارہی تھیں کہ اسی دوران انہوں نے قریش کے مشہور پہلوان عبداللہ بن قیسہ نامی ایک کافر کو دیکھا جس نے رسول اللہ ﷺ پر حملہ کر کے شدید زخمی کر دیا۔ یہ دیکھ کر ام عمارہؓ نے تلوار نکال لی اور کافر کے مقابل آگئیں۔ انہوں نے آگے بڑھ کر اس پر تلوار سے وار کر دیا مگر وہ شخص بیک وقت دوڑیں پہنچا ہوا تھا لہذا اس پر اس وار کا کوئی اثر نہیں ہوا تاہم وہ وہاں سے بھاگ نکلا اور بھاگتے بھاگتے اس نے پلٹ کر سیدہ ام عمارہؓ پر حملہ کر دیا جس سے ان کو ایک گہرا زخم پہنچا مگر انہوں نے اس زخم کو برداشت کر لیا۔ غزوہ احد کے نازک موقع پر سیدہ ام عمارہؓ کی یہ بہادری ہی تھی کہ جس نے دوہری زرہ میں ملبوس ایک کافر کو بھاگ نکلنے پر مجبور کر دیا۔^۳

اس موقع پر سیدہ ام عمارہؓ نے کئی کافروں کو تلوار سے قتل کر کے موت کے گھاٹ اتارا۔ ان کی بہادری کے جوہر میدان احد میں موجود نبی کریم ﷺ بھی مشاہدہ فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ ”من تطیق ما تطیقین ام عمارہ؟“ اب کس میں اتنا دم ہے جتنا ام عمارہ میں ہے۔

غزوہ احد کے بعد ام عمارہؓ خیر کی لڑائی میں بھی شریک ہوئیں اور اس کے بعد جنگ یمامہ میں بھی موجود تھیں۔ اس جنگ میں انہوں نے بہادری کے جوہر اسی طرح دکھائے جس طرح جنگ احد کے دن دکھائے تھے۔ اس جنگ میں ان کا بیٹا عبداللہؓ بھی شہید ہو چکا تھا مگر انہوں نے اس صدمے کو بھی برداشت کیا اور مسلسل لڑائی میں مصروف رہیں۔ اپنے بیٹے کی شہادت کے بعد ام عمارہؓ کی ذاتی خواہش تھی کہ وہ مسلمانوں کو اپنے ہاتھوں سے واصل جہنم کریں مگر جب وہ مسلمانوں کے قریب پہنچیں اور قریب تھا کہ ان کی تلوار مسلمانوں کا صفایا کر دیتی، اسی وقت حضرت وحشیؓ نے دور سے تاک کر مسلمانوں کو بھال مارا جو اس کے جسم کے آریا ہو گیا اور اسی حالت میں وہ مر گیا۔ اس جنگ میں ام عمارہؓ کو بارہ زخم لگے جب کہ ان کا ایک ہاتھ بھی کٹ گیا۔^۴

سیدہ ام ورقہؓ

سیدہ کا تعلق قبیلہ خزرج سے تھا اور وہ اس قبیلے کی ایک شاخ بنو مالک بن النجار کے ایک معزز گھرانے سے تھیں۔ ۲ ہجری میں ہونے والے دنیا کی تاریخ کے سب سے بڑے معرکہ خیر و شر، میدان بدر میں شرکت کے لیے سیدہ ام ورقہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کرتے ہوئے میدان جنگ میں زخمیوں کی دیکھ بھال و علاج کرنے کی درخواست پیش کی اور فرمایا کہ آپ ﷺ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے منصب شہادت سے

سرفراز فرمائے۔ جس پر نبی کریم ﷺ نے ان کو شہادت کی بشارت سنائی اور ان کا نام شہیدہ رکھ دیا۔^۵ سیدہ ام ورقہؓ کو رسول اللہ ﷺ نے جو بشارت دی تھی وہ حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں پوری ہوئی اور ان کو ان کے باندی و غلام نے مل کر شہید کر ڈالا۔^۶

سیدہ ام ورقہؓ کے اس واقعہ میں مسلمان خواتین کے لیے دو پہلو پوشیدہ ہیں۔ اولاً یہ کہ مسلمان خواتین خاص دینی جذبہ کے تحت مجاہدین اسلام کی خدمت کے لیے میدان جنگ میں شرکت کر سکتی ہیں۔ ثانیاً یہ کہ یہ عظیم خدمت سرانجام دیتے خود بھی شہادت کے عظیم منصب پر فائز ہو جائیں جو کہ بلاشبہ ایک بے مثال فکر اور قابل تقلید نمونہ ہے۔

سیدہ فاطمہؓ

دفاع اسلام کی خاطر لڑی جانے والی جنگوں میں سیدہ فاطمہؓ رضی اللہ عنہا کا کردار بھی نہایت اہمیت رکھتا ہے۔ جس طرح آپ اطاعت گزار بندی بیوی، عبادت گزار بندی اور خدا ترس خاتون تھیں، اسی طرح آپ زبردست بہادر اور شجاعت کا ملکہ بھی بدرجہ اتم رکھتی تھیں۔ آپ کی جنگی خدمات غزوہ احد میں سامنے آتی ہیں جب کافروں کے حملوں کی وجہ سے نبی کریم ﷺ کے سر پر پہننے خود کی کڑیاں ٹوٹ کر چہرہ انور میں گڑ گئیں۔ نبی کریم ﷺ کا چہرہ مبارک اس زخم سے خون آلود ہو گیا اور دشمن کے حملے کی وجہ سے سامنے کے دودن ان مبارک بھی شہید ہو گئے اور ان سے بھی خون جاری ہو گیا۔ جنگ ختم ہونے کے بعد حضرت علیؓ نے اپنی ڈھال میں پانی بھر کر لانا شروع کیا جب کہ بی بی فاطمہؓ اپنے ہاتھوں سے اپنے والد کا مبارک چہرہ دھوتی جاتی تھیں۔ جب انہوں نے دیکھا کہ چہرہ انور سے خون شدت سے جاری ہے اور یہ خون بہائے جانے والے پانی پر بھی غالب آ رہا ہے تو انہوں نے ایک چٹائی کا ٹکڑا جلایا اور اسے زخم پر رکھ دیا جس کے بعد زخم سے جاری خون بند ہو گیا۔^۷

اس واقعہ سے عیاں ہوتا ہے کہ بی بی فاطمہؓ نے غزوہ احد کے دن جنگی خدمات سرانجام دیتے ہوئے نبی کریم ﷺ کے چہرہ مبارک سے خود خون صاف کرتے ہوئے زخموں سے بہتے خون کو روکنے کی تدبیر بھی کی۔ اس کے علاوہ آپ ان خون آلود ہتھیاروں کی صفائی بھی کیا کرتی تھیں جو سیدنا علیؓ کے تھے اور جنگوں میں قتال کی وجہ سے خون آلود ہو جایا کرتے تھے۔

سیدہ عائشہؓ صدیقہ

سیدہ عائشہ صدیقہؓ سیدنا ابو بکر صدیقؓ کی چھوٹی صاحبزادی اور نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ تھیں۔ ۳ ہجری میں ہونے والے معرکہ احد کے دوران آپ بھی میدان احد میں موجود تھیں۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے یوم احد کو دیکھا کہ ام سلیمؓ اور عائشہؓ بنت ابی بکرؓ پانی کے مشکیزے اٹھائے میدان جنگ کی طرف جا رہی تھیں اور وہاں موجود زخمی مسلمان مجاہدین کو پانی پلاتیں اور واپس آ کر دوبارہ مشکیزہ بھر کر لے جاتی تھیں۔ یہ عمل متواتر جاری رہا یہاں تک کہ جنگ ختم ہو گئی اور مجاہدین واپس مدینہ آ گئے۔^۸

اسى طرح ٥ هجرى ميں غزوہ بنى مصطلق ميں بهى سيدہ عائشہؓ نے رسول اللہ ﷺ كے ہمراہ شركت فرمائي تھى۔ اسى غزوہ سے واپسى پر سيدہؓ كا بارگم هوگيا تھا جس كى تلاش ميں وہ باہر نكلين تو واپسى پر تاخير هوگئى اور قافلے والے ان كو بے دھيانى ميں پيچھے ہى چھوڑ گئے۔ تاہم بعد ميں ايك صحابىؓ وہاں پہنچے تو يہ ان كے اونٹ پر بيٹھ كر ايك بار پھر جلدى سے قافلے ميں شامل هو گئیں۔

سيدہ ربيع بنت معوذ انصارىؓ

سيدہ ربيعؓ نے ٣ ہجرى ميں برپا ہونے والے معرکہ احد ميں شركت كى تھى اور وہ خود اس غزوہ ميں شركت كا احوال كچھ اس طرح سے بيان كرتى ہيں كہ

”عن ربيع بنت معوذ بن عفرأ قالت: كنا نغزو مع رسول الله ﷺ نسقى القوم ونخدمهم ونرد القتلى والجرحى الى المدينة“^٩

اس روايت سے واضح ہوتا ہے كہ سيدہ ربيعؓ نے غزوہ احد ميں شركت كر كے جنگى خدمات سرانجام ديں جن ميں زخمى مسلمان مجاہدين كو پانى پلانا، ان كى خدمت كرنا، شہيدوں اور زخميوں كو مدينہ لانا شامل تھا۔

سيدہ حمہ بنت جحشؓ

سيدہ حمہؓ ام المؤمنين سيدہ زينبؓ كى ہمشيرہ تھيں اور ان صحابيات ميں شامل ہيں جنہوں نے ابتدائى دور ميں ہى نبى كريم ﷺ كى دعوت پر لبك كہتے اسلام قبول كر ليا تھا۔ آپ نے بهى غزوہ احد ميں شركت كى اور آپ كے ذمہ تين اہم امور لگائے گئے جن ميں پيا سے مجاہدين كو پانى پلانا، زخمى مجاہدين كا علاج معالجہ كرنا اور زخمى افراد كو ان كے گھروں تك پہنچانا شامل تھا۔^{١٠}

سيدہ صفيةؓ

سيدہ صفيةؓ نبى كريم ﷺ كى پھوپھو تھيں اور آپ ٥ ہجرى ميں ہونے والے غزوہ خندق ميں شامل تھيں۔ آپ بہت زبردست دلير خاتون تھيں اور آپ كا جنگى كارنامہ ہميشہ اسلامى تاريخ ميں جلى حروف سے لكھا جاتا رہے گا۔ ايك روايت كے مطابق جنگ خندق كے موقع پر حفاظتى نقطہ نظر سے شہر مدينہ كى خواتين اور بچوں كو ايك دفاع نامى قلعے ميں بند كر ديا گيا تھا۔ اس قلعے كے نگران حضرت حسان بن ثابتؓ تھے جو ان خواتين اور بچوں كے ہمراہ اسى قلعے ميں ان كى حفاظت كے لئے موجود تھے۔ اسى دوران ايك يہودى نے جاسوسى كى غرض سے اس قلعے كے ارد گرد چكر لگانے شروع كر ديئے۔ يہ واقعہ اس وقت ہوا جب مدينہ ميں آباد يہودى قبيلہ بنو قريظہ نے رسول اللہ ﷺ كے ساتھ كيا گيا معاہدہ نہ صرف توڑ ڈالا تھا بلکہ مشركين مكہ كى فوج سے بهى جاملے تھے۔ اس صورت حال ميں ايك يہودى كا اس قلعے كى جاسوسى كے آنا سخت باعث تشویش تھا كيونكہ اس قلعے ميں حضرت حسانؓ كے علاوہ اور كوئى مرد نہ تھا جو خواتين اور بچوں كا دفاع كرتا۔ نبى كريم ﷺ تمام مسلمانوں كے ہمراہ كافروں كے متحدہ لشكر سے مقابلہ كر رہے تھے اور وہ اس دوران ان خواتين اور بچوں كے ليے كوئى مدد نہيں بھیج سكتے تھے۔ اس وقت سيدہ صفيةؓ نے حضرت حسانؓ سے كہا كہ آپ ديكھ رہے ہيں كہ يہ

یہودی ادھر چکر لگا رہا ہے اور خدا کی قسم مجھے اس بات کی فکر لاحق ہے کہ یہ واپس جا کر دیگر یہودیوں کو بھی ہماری اس کمزوری سے آگاہ کر دے گا اور دوسری طرف رسول اللہ ﷺ دیگر صحابہ کرامؓ کے ہمراہ میدان جنگ میں مصروف ہیں کہ وہ ہر گز ہماری مدد کو نہیں پہنچ سکتے پس آپ ہی جائیں اور اس شریر یہودی کو جا کر قتل کر دیں۔ جواب میں حضرت حسانؓ نے ایسا کرنے سے معذرت کر لی تو سیدہ صفیہؓ نے خود ہمت کر کے خیمہ گاڑنے والی ایک میخ اٹھائی اور قلعے سے نیچے اتر کر اس میخ کو یہودی کے سر میں اس زور سے مارا کہ وہ وہیں مر گیا۔^{۱۱}

سیدہ رفیدہؓ انصاری

نبی کریم ﷺ کے مبارک زمانے میں کچھ خواتین ایسی بھی تھیں جو طبیبہ اور معالجہ تھیں اور اسی پیشے سے وابستہ بھی تھیں۔ یہ صحابیات مختلف جنگوں میں شرکت کرتی تھیں تاکہ میدان جنگ میں زخمی ہونے والے مجاہدین کا علاج کر سکیں۔ سیدہ رفیدہؓ بھی ان چند ممتاز خواتین میں سے ایک تھیں جنہیں ۵ ہجری میں غزوہ خندق کے دوران زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے کا حکم دیا گیا۔

”وكان رسول الله ﷺ حين اصحاب سعدا السهم بالخنندق۔ قال لقومه: اجعلوه في خيمة رفيدة حتى اعوده من

قريب و كان رسول الله ﷺ يمر به فيقول كيف اميست و كيف اصبحت؟ فيخبره“^{۱۲}

اس حدیث مبارکہ کے مطابق سیدنا سعدؓ غزوہ خندق کے دوران دشمن کا ایک تیر لگنے سے شدید زخمی ہو گئے تو نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ ان کو سیدہ رفیدہؓ کے خیمے میں لایا جائے تاکہ میں ان کے قریب رہ کر ان کی عیادت کرتا رہوں۔ چنانچہ دوران جنگ جب بھی نبی کریم ﷺ کا اس خیمے کے قریب سے گزر ہوتا تو آپ ﷺ تشریف لاتے اور حضرت سعدؓ کے حال احوال دریافت کرتے کہ ان کی طبیعت صبح کیسی تھی اور شام کا وقت کیسا گزرا تو پھر سیدنا سعدؓ آپ ﷺ کو اپنی طبیعت کا حال بتاتے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے عہد میں ہی بہت سے خواتین تھیں جو علاج معالجہ کرنا جانتی تھیں۔ اسی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے زخمی حضرت سعدؓ کو ان کے خیمے میں منتقل کروایا تاکہ سیدہ رفیدہؓ وہاں ان کی خدمت اور زخموں کا علاج کر سکیں۔

سیدہ ام سلمہؓ

۶ ہجری میں صلح حدیبیہ کا واقعہ پیش آیا اور مشرکین مکہ سے مسلمانوں کو صلح کرنا پڑی۔ اس وقت تمام صحابہ کرامؓ کفار مکہ سے ہونے والے معاہدوں کی شقوں کو دیکھتے ہوئے اس ظاہری صورت حال پر نہایت دل برداشتہ تھے۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو حکم دیا کہ سب لوگ کھڑے ہو جائیں اور اپنے اپنے جانور قربان کر کے سر کے بال کٹوائیں۔^{۱۳}

صورت حال اس قدر گھمبیر تھی کہ اس وقت فی الفور کوئی صحابی کھڑا نہ ہوا۔ یہ دیکھتے ہوئے نبی کریم ﷺ اپنے خیمے میں ام المؤمنین سیدہ ام سلمہؓ کے پاس تشریف لائے اور مشورہ کیا تو نبی بی ام سلمہؓ نے مشورہ دیا کہ اے اللہ کے نبی! اگر آپ اس بات کے خواہاں ہیں کہ یہ لوگ آپ کے حکم کے مطابق جانور قربان کر دیں اور سر منڈوالیں تو پھر آپ ﷺ خود ان کی طرف جائیں اور ان میں سے کسی سے بھی کلام نہ فرمائیں بلکہ آپ خود اپنی

قربانی کا جانور ذبح کریں اور حجام کو بلوا کر بال کٹوائیں۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ خیمہ سے باہر تشریف لائے اور کسی سے گفتگو نہ کی بلکہ اپنی قربانی کا جانور ذبح کیا اور اپنے سر کا حلق کروایا۔ یہ دیکھ کر صحابہ کرام کو یقین ہو گیا کہ اب رسول اللہ ﷺ اپنا فیصلہ نہیں تبدیل کریں گے چنانچہ وہ سب بھی کھڑے ہو گئے اور اپنے جانور قربان کرنے کے بعد ایک دوسرے کے سر کے بال کاٹنے لگے۔ اس کے باوجود ان پر غم و صدمے کی کیفیت کا یہ عالم تھا کہ گویا وہ ایک دوسرے کو ذرا سی بات پر بھی قتل کر ڈالتے۔^{۱۴}

اس نازک ترین موقع پر سیدہ ام سلمہؓ کا مشورہ جتنی نقطہ نظر سے نہایت اہمیت کا حامل تھا اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صائبہؓ الراءے خواتین سے اہم امور میں مشاورت بھی کی جاسکتی ہے جیسا کہ خود نبی کریم ﷺ نے اپنی زوجہ مطہرہ سیدہ ام سلمہؓ سے صلح حدیبیہ کے موقع پر مشورہ کیا۔

سیدہ ام سلیمؓ

سیدہ ام سلیمؓ نہایت جری اور بہادر خاتون تھیں۔ آپ کی دلیری اور شجاعت کا یہ عالم تھا کہ آپ نے عہد نبوی کی متعدد لڑائیوں میں حصہ لیا اور بلا خوف و خطر لڑائی میں شریک ہوئیں۔ آپ کی ذمہ داریوں میں زخمیوں کو پانی پلانا اور پانی کے مشکیزے بھر کر لانا شامل تھا تاہم جنگ کے کسی نازک مرحلے کے پیش نظر وہ خنجر چلانے کا حربہ بھی بہت اچھی طرح سے جانتی تھیں۔ ان کے اس زبردست ہنر کا ذکر غزوہ حنین کے موقع پر ملتا ہے۔ اس جنگ میں بی بی ام سلیم کے سامان میں خنجر بھی شامل تھا۔ ان کے شوہر نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ اے اللہ کے نبی! یہ ام سلیم ہیں اور ایک خنجر بھی ان کے پاس ہے۔ سیدہ ام سلیمؓ فرمانے لگیں کہ یہ خنجر میں نے اس وجہ سے اپنے پاس رکھا ہے تاکہ اگر کوئی مشرک میرے قریب آنے کی جسارت کرے تو میں اس خنجر کی مدد سے اس کا پیٹ چاک کر دوں اور میدان جنگ میں دشمنوں کی گردنیں اڑا دوں جن کی وجہ سے آپ کو میدان میں پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ مسکرائے اور فرمایا کہ اے ام سلیم! یقیناً اللہ تعالیٰ ہمیں کافی ہو گیا ہے اور جو کچھ بھی اللہ نے ہمارے لیے کیا وہی ہمارے حق میں بہتر ہے۔^{۱۵}

جنگ یرموک اور سیدہ ازرہؓ بنت حارث و ام رمانؓ

۱۵ ہجری میں سیدنا عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں یرموک کی جنگ لڑی گئی۔ اس جنگ میں مسلمانوں کا مقابلہ اس وقت کی سب سے بڑی طاقت روم سے تھا۔ اس جنگ میں متعدد خواتین اسلام نے شرکت کی جن میں سے چند کا ذکر سپرد قلم ہے۔ ان بہادر خواتین میں سیدہ ازرہؓ بنت حارث بھی شامل تھیں جنہوں نے یرموک کی جنگ میں شرکت کی۔ آپ کے شوہر کا نام عتبہ بن غزو ان تھا اور آپ کے دادا عرب کے مشہور طبیب کلدہ تھے۔ یرموک کی جنگ میں جب جنگ کے شعلے پوری طرح بھڑک چکے تھے اور لڑائی اپنے جوہن پر تھی تو اس وقت سیدہ ازرہؓ نے اپنی ولولہ انگیز اور جوشیلی تقریروں سے مسلمانوں میں ایک نئی روح پھونک دی۔ اسی طرح سیدہ ام رمانؓ نے بھی اس جنگ میں بے مثال دلیری کا مظاہرہ کیا۔ اس ضمن میں سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں کہ

”دمشق کے حملے میں جب ابان بن سعید شہید ہوئے تو ان کی بیوی ام ابان بن عقبہ اپنے مقتول شوہر کا سارا جنگی اسلحہ لگا کر قصاص لینے کو نکلیں اور دیر تک دشمنوں کا مقابلہ کرتی رہیں۔ اہل دمشق گو محصور تھے لیکن شہر پناہ کے برجوں سے برابر مسلمانوں کو جواب دیتے تھے۔ سب کے آگے ایک مقدس شخص ہاتھ میں طلائی صلیب لیے ہوئے ارباب ثلاثہ سے دعائے فتح مانگ رہا تھا۔ ام ابان کو تیر اندازی میں بڑی قدرت تھی۔ ایسا تاک کر تیر مارا کہ صلیب اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر قلعہ کے نیچے گر پڑی۔“^{۱۶}

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اس دور میں بھی تیر اندازی پر زبردست گرفت حاصل تھی اور اس کے علاوہ آپ میدان جنگ میں پر جوش تقریر کر کے فوج کا حوصلہ بڑھائے اور شعر و شاعری کے ذریعے مسلمانوں میں ولولہ پیدا کرنے کا خاص ملکہ رکھتی تھیں۔ یرموک کی جنگ میں ان خواتین کے علاوہ اور بھی مسلمان عورتوں نے رومیوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور انہیں خاک چٹائی۔ ان دیگر خواتین میں ہند، ام حکیم، خولہ اور قریش کی بہت سی عورتیں بھی شامل تھیں جب کہ سیدنا ابو بکر صدیقؓ کی بڑی بیٹی سیدہ اسماءؓ بھی اپنے شوہر حضرت زبیر بن العوامؓ کی ہمراہ میں اس جنگ میں شریک تھیں۔

سیدہ ام حرام بن طحانؓ

سیدہ ام حرامؓ نبی کریم ﷺ کی رضاعی خالہ، ام سلیمؓ کی ہمیشہ اور سیدنا انسؓ کی سگی خالہ تھیں۔ سیدہ ام حرامؓ کا سب سے پہلے نکاح حضرت عمرو بن قیسؓ سے ہوا جن سے ان کے یہاں دو بیٹے تولد ہوئے۔ آپ کے شوہر غزوہ بدر و احد دونوں میں شریک ہوئے اور غزوہ احد میں جام شہادت نوش کیا۔ ان کی شہادت کے بعد سیدہ ام حرامؓ کا عقد ثانی سیدنا عبادہ بن صامتؓ سے ہوا اور ان سے آپ کے یہاں محمد بن عبادہؓ پیدا ہوئے۔ آپ کی شہادت کی خبر رسول اللہ ﷺ نے پہلے ہی دے دی تھی۔ حدیث مبارکہ میں وارد ہے کہ

”عن عبد الله بن عبد الرحمن الانصاري قال سمعت انسا رضى الله عنه يقول دخل رسول الله ﷺ على انبة ملحان فاتر كا عندها ثم ضحك فقالت لما تضحك يا رسول الله ﷺ فقال ناس من امتي يركبون البحر الاخضر في سبيل الله مثلهم الملوک على الاسرة فقالت يا رسول الله! ادع الله ان يجعلني منهم قال: اللهم اجعلها منهم ثم عاد فضحك فقالت له مثل او من ذالك فقال لها: مثل ذالك فقالت ادع الله ان يجعلني منهم قال انت من الاولين و لست من الاخرين قال قال انس فتزوجت عبادۃ بن الصامت فركبت البحر مع بنت قرظة فلما فقلت ركبت دابتها فوقصت بها۔“^{۱۸}

اس حدیث مبارکہ کے مطابق نبی کریم ﷺ ایک بار سیدہ ام حرامؓ بنت طحان کے گھر تشریف لے گئے اور ان کے گھر میں تکیہ سے ٹیک لگا کر سو گئے۔ جب آپ ﷺ بیدار ہوئے تو مسکراتے ہوئے اٹھے۔ سیدہ ام حرامؓ نے استفسار فرمایا کہ اے اللہ کے رسول! آپ کیوں تبسم فرما رہے ہیں

تو آپ ﷺ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ میری امت کے بعض لوگ خدا کی راہ میں جہاد کے لیے سبز سمندر میں سوار ہو رہے ہیں اور ان کی مثل دنیا و آخرت میں تخت پر براجمان بادشاہوں کی طرح ہے۔ انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے نبی! میرے لیے دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں سے ایک بنادے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے دوبارہ آرام فرمایا اور جب بیدار ہوئے تو ایک مرتبہ پھر تبسم فرما رہے تھے۔ اس مرتبہ بھی انہوں نے وہی سوال کیا اور آپ ﷺ نے بھی وہی پہلی وجہ ہی بیان فرمائی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ان لشکروں میں سے پہلے لشکر میں ہوں گی۔ پھر حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ ام حارثؓ نے حضرت عبادہ بن صامت سے نکاح کیا اور بنت قرط معاویہ کی بیوی کے ہمراہ انہوں نے بحری جنگ میں شرکت کرتے ہوئے سمندر کا سفر کیا اور قبرص روانہ ہوئیں۔ جب وہ وہاں سے واپس لوٹنے لگیں تو خچر سے گر گئیں اور یہی گرنا ان کی شہادت کا سبب بنا۔ قبرص میں شہید ہونے کی وجہ سے آپ کو وہیں سپرد خاک کر دیا گیا۔

خواتین کے غزوات میں شرکت کی حقیقت پر نقد

مذکورہ بالا تمام امثلہ کو بغور دیکھا جائے تو ان تمام واقعات میں ایک مشترکہ عنصر پایا جاتا ہے کہ خیرون القرون میں مسلمان خواتین نے صرف میدان جنگ میں ہی یہ خدمات سر انجام دیں اور بعد میں روزمرہ کی زندگی کی طرف پلٹنے کے بعد انہوں نے دوبارہ کبھی ایسی خدمات معاشرے میں نہیں کیں۔ اس کے علاوہ یہ نکتہ بھی غور طلب ہے کہ خیرون القرون کے بعد بھی مسلمانوں نے ان گنت جنگیں لڑیں تاہم ان تمام جنگوں میں مسلمان خواتین کی عملی شرکت نظر نہیں آتی۔ جن مبینہ واقعات سے خواتین کی موجودگی کا استخراج کیا گیا ہے وہ استثنائی کیفیات ہیں اور یہ آفاقی اصول ہے کہ مستثنیات کا اطلاق عمومی حالات پر نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی ان کو اصول بنا کر مطلق نافذ کیا جاسکتا ہے۔^{۱۹}

ان تمام واقعات کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ غزوہ بدر میں واحد ام عمارہؓ ہی تھیں جو قتال میں شریک ہوئیں اور اس کے علاوہ باقی کسی غزوے میں اکاد کا مسلمان خواتین کے علاوہ کسی عورت کا قتال میں شریک ہونا ثابت نہیں ہے اور نہ ہی کسی حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی موقع پر صحابیات کو غزوات میں شرکت کی ترغیب دی ہو۔^{۲۰} ام عمارہؓ کا شامل قتال ہونا بھی اس غرض سے تھا کہ اس وقت تمام مسلمان منتشر ہو چکے تھے اور کافروں نے نبی کریم ﷺ کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا چنانچہ اس نازک ترین صورت حال میں سیدہ ام عمارہؓ کو تلوار نکالنا پڑی۔

غزوہ احد میں بعض مسلمان خواتین کی شرکت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس وقت تک پردے کی آیات نازل نہیں ہوئی تھیں۔ کچھ وقت بعد جب پردے کے احکامات نازل ہو گئے تو خواتین کا غزوات میں شریک ہونا ہمیشہ کے لیے ممنوع قرار دے دیا گیا۔ اس کی صراحت حضرت عائشہ صدیقہؓ کی سے مروی ایک روایت سے بھی ہوتی ہے

”عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ تَرَى الْجِهَادَ أَفْضَلَ الْعَمَلِ، أَمْ لَا نُجَاهِدُ؟ قَالَ: لَا، لَكِنَّ أَفْضَلَ

الْجِهَادِ حَجُّ مَبْرُورٍ“^{۲۱}

حضرت عائشہؓ روایت فرماتی ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے استفسار کیا کہ اے اللہ کے نبی! ہم خواتین جہاد کو سب سے بڑی نیکی سمجھتی ہیں تو کیا ہم جہاد کر سکتی ہیں؟ جواب میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں! بلکہ خواتین کے لیے سب سے بڑی نیکی حج مبرور ہے۔

اسی طرح غزوہ خیبر کے ایک واقعے سے بھی خواتین کے لیے جہاد میں شرکت کے لیے استدلال کیا جاتا ہے۔ اس حدیث کو صحیح بخاری میں اس طرح ذکر کیا گیا ہے کہ

”عَنْ حَشْرَجِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ جَدَّتِهِ أُمِّ أَبِيهِ أَنَّهَا خَرَجَتْ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزْوَةِ خَيْبَرَ سَادِسَ سِتِّ نِسْوَةٍ، فَبَلَغَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَلَبِثَتْ إِلَيْنَا فَجِئْنَا فَرَأَيْنَا فِيهِ الْغَضَبَ، فَقَالَ: مَعَ مَنْ خَرَجْتُمْ وَيَا ذِينَ مَنْ خَرَجْتُمْ؟ قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ خَرَجْنَا نَعْزِلُ الشَّعْرَ وَنُعِيشُ بِمِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَعَنَا دَوَاءُ الْجَرْحِ وَنُسَاوِلُ السِّهَامَ وَنَسْقِي السَّوِيقَ، قَالَ: فَمَنْ فَأَنْصَرِفْنَ حَتَّى إِذَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ خَيْبَرَ أَسْهَمَ لَنَا كَمَا أَسْهَمَ لِلرِّجَالِ، فَقُلْتُ لَهَا: يَا جَدَّةُ وَمَا كَانَ ذَلِكَ؟ قَالَتْ تَمَرًا“^{۲۲}

اپنی دادی سے روایت کرتے ہوئے حضرت حشر بن زیاد بیان کرتے ہیں کہ ان کی دادی بھی غزوہ خیبر کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے لشکر میں نکلیں۔ یہ کل چھ خواتین تھیں جو لشکر اسلام میں شرکت کی خواہاں تھیں مگر جب ان کے نکلنے کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو دی گئی تو آپ نے ان خواتین کو بلوایا۔ جب یہ خواتین رسول اللہ ﷺ کے سامنے پہنچیں تو انہوں نے چہرہ انور ﷺ پر غصے کے آثار دیکھے۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ وہ کس کی اجازت سے اور کس کے ہمراہ سفر کے لیے نکلی ہیں؟ ان خواتین نے عرض کیا کہ ہم اس لیے آئیں ہیں کہ ہم اون کات کر اس طرح سے اللہ کے راستے کے مجاہدین کی مدد کریں گی۔ نیز ہمارے پاس کچھ سامان بھی ہے جو مرہم پٹی کے کام آتا ہے۔ اس کے علاوہ ہم مجاہدوں کو تیر پکڑوائیں گی اور ستو گھول کر پلائیں گی۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے ان کو واپس جانے کا حکم دیا۔ اس کے بعد جب مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت سے خیبر فتح کر لیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان خواتین کو بھی مردوں کی طرح غنیمت کے مال میں حصہ دیا۔ حضرت حشر نے اپنی دادی سے استفسار کیا کہ آپ کو کیا عطا کیا گیا تھا تو انہوں نے بتایا کہ اس غنیمت میں سے ہمیں کھجوریں ملیں تھیں۔

اس حدیث مبارکہ سے مترشح ہوتا ہے کہ خواتین اسلام کے جہاد کے لیے لشکر کے ہمراہ نکلنے پر رسول اللہ ﷺ نے شدید ناراضگی کا اظہار فرمایا تھا تاہم ان خواتین کو کھجوریں اس لیے دی گئی تھیں کہ بہر حال ان کے نکلنے کی نیت غزوہ کی ہی تھی۔

در حقیقت سیرت کے واقعات کو مغربی فکر کے تناظر میں ترتیب دینے سے یہی نتائج حاصل ہوتے ہیں۔ مغرب نے پہلے ایک اصول دیا کہ محبت اور جنگ میں سب جائز ہے^{۲۳} اور پھر اس اصول کو بنیاد بناتے ہوئے جنگ میں دھڑا دھڑا خواتین کو بھرتی کرنا شروع کر دیا جس کے نتیجے میں فوج میں قبحہ گیری اور اخلاقی گراؤ بڑھنا شروع ہو گئی۔ پوری دنیا کی تاریخ میں پہلی مرتبہ دوسری جنگ عظیم کے وقت ایسا ہوا کہ بڑے پیمانے پر خواتین کی فوج میں بھرتی شروع ہوئی۔^{۲۴} اس بھرتی کے پس پردہ محرکات میں اولاً تو یہ تھا کہ دو بڑی عالمی جنگوں کے نتیجے میں مغربی ممالک میں مردوں کی بڑی

تعداد ادا تو ميدان جنگ ميں كام آچكى تھى يا پھر مختلف محاذوں پر لڑنے ميں مصروف تھى۔ مسلسل عسكرى نقصانات كى وجہ سے مغربى افواج كو افرادى قوت كا سامنا تھا جس كى وجہ سے انہوں نے خواتين كو دھڑا دھڑا فوج ميں بھرتى كرنا شروع كر ديا جس نے بڑے پيائے پر جنسى بے راہ روى كو فروغ ديا۔ اس سے قبل پورى دنيا كى تاريخ ميں كبھى ايسا نہيں ہوا كہ عورتوں كو فوج ميں شامل كيا گيا ہو اور انہوں نے مردوں كے ساتھ مل كر جنگيں لڑى ہوں۔ جنگ عظيم دوم سے پہلے مغربى معاشرے ميں خواتين صرف ہسپتالوں ميں نرس كى حيثيت سے خدمت كر سكتى تھى مگر فوج ميں آنے اور بڑے عہدے ملنے كے بعد اس نظريے كو بڑے پيائے پر فروغ ملا كہ عورت بھى فوج ميں ملازمت كر سكتى ہے۔

دوسرى طرف اسلامى ممالك ميں جب مغربى تہذيب كى يلغار ہوئى تو مسلم مذہبى ادب كو بھى مغربى فكر كے زير اثر از سر نو تشكيل كيا گيا جس كے نتيجے ميں خواتين كى ملازمت و خدمات كے حوالے سے پورے مغربى فلسفے كى اسلام كارى (Islamization) كر كے اسے اسلامى تاريخ كا حصہ بنانے كى كوشش كى گئى۔ اگرچہ يہ بات درست ہے كہ كچھ كتب احاديث سے خواتين اسلام كا مختلف غزوات ميں شريك ہونا ثابت ہے تاہم اس وقت تك پر دے كى آيات نازل نہيں ہوئى تھيں۔ اس شركت كے باوجود ان خواتين كا قتال اور لڑائى ميں شريك ہونا كسى طور سے بھى ثابت نہيں ہے كيونكہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں كو قتال كى اجازت نہيں دى تھى۔ نبى كريم ﷺ سے صحابہ كرامؓ نے سوال پوچھا كہ كيا عورتين جہاد ميں شركت كر سكتى ہيں؟ اس كے جواب ميں رسول اللہ ﷺ نے فرمايا كہ جى ہاں مگر ان كے جہاد ميں لڑائى نہيں ہے بلکہ ان كا جہاد حج اور عمرہ ہے۔^{۲۵}

اس حديث مباركہ كى موجودگى ميں واضح ہو جاتا ہے كہ خواتين اسلام كا جنگوں ميں شريك ہونا ايك استثنائى عمل تھا جسے اصول بنا كر نرسنگ اور فوج كے شعبے ميں خواتين كے داخلے كے عمل كا جواز نہيں ديا جاسكتا۔ اگر ايسا كيا بھى جاتا ہے تو اس كے بعد كے نتائج دنيا جنگ عظيم دوم ميں لاکھوں عورتوں كى عصمت درى اور ناجائز بچوں كى صورت ميں بھگت چكى ہے۔

حواشى و حوالہ جات

- ^۱ القرآن الكريم، سورة الاحزاب، آيت ۳۳
- ^۲ Wajid Ali, *Research Study of the Role of Women in Ghazwa and Saraya, Al-Qawarir*, vol. 02, 2021, 14.
- ^۳ علامہ شبلى نعمانى، سيرت النبى ﷺ (لاہور: الفصيل، ۱۳۳۰ھ)، ص ۲۳۱.
- ^۴ Mahmūd Aḥmad Ghāzanfar et al., *Great Women of Islam*, 2nd ed. (Riyadh: Darussalam, 2017), 207–15.
- ^۵ ابن سعد محمد بن سعد، الطبقات الكبرى، ۱۴۲۱ھ، ج ۸، ص ۳۳۵.
- ^۶ محمد ياسين مظہر صدیقی، غزوات نبوى ﷺ ميں خواتين كى شركت (ايك تجزيائى مطالعہ) (جہات الاسلام، ۲۰۱۱ء)، شمارہ ۲-۱، ج ۴، ص ۷۸.
- ^۷ محمد بن اسماعيل البخارى، الجامع للصحیح، كتاب الطب (رياض: دارالسلام، ۱۴۱۷ھ)، رقم الحديث ۵۷۲۲
- ^۸ محمد بن اسماعيل البخارى، الجامع للصحیح، كتاب الجہاد، باب غزوة النساء و قتالهن مع الرجال (رياض، دارالسلام، ۱۴۱۷ھ)، رقم الحديث ۲۸۸۰

^۹ محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع للصحیح، رقم الحدیث ۵۶۷۹

^{۱۰} سعد، الطبقات الکبریٰ، ج ۸، ص ۱۸۵.

^{۱۱} مولانا صفی الرحمن مبارکپوری، الر حقی المختوم، اشاعت دوم (لاہور: مکتبہ السلفیہ، ۱۹۸۸ء)، ص ۳۱۸.

^{۱۲} ابن ہشام، السیرۃ النبویہ محمد ﷺ (بیروت: دار المعرفۃ للطبع والنشر، ۲۰۱۴ء)، ج ۲، ص ۱۳۷.

^{۱۳} سلیمان بن اشعث ابوداؤد، سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب فی صلح العدو، رقم الحدیث ۲۷۶۵

^{۱۴} محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع للصحیح، کتاب الشروط، باب الشروط فی الجہاد، رقم الحدیث ۲۵۸۱

^{۱۵} ابن سعد، طبقات ابن سعد، مترجم: محمد راغب رحمائی (کراچی: نفیس اکیڈمی، ۲۰۱۲ء)، ص ۲۷۸.

^{۱۶} سید سلیمان ندوی، خواتین اسلام کی بہادری (معارف اعظم گڑھ، ۱۳۳۱ھ)، ص ۱۶.

^{۱۷} امام عزالدین ابوالحسن علی بن محمد الجزری ابن اثیر، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (بیروت: دار الفکر، ۱۹۷۰ء)، ج ۶، ص ۲۱۷.

^{۱۸} محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع للصحیح، رقم الحدیث ۲۸۷۷

¹⁹ Henry Fowler, *A Dictionary of Modern English Usage*, Second (Oxford: Oxford University Press, 1965), 10–20, <https://archive.org/details/dictionaryofmode00fowlrich>.

^{۲۰} مولانا محمد ادریس کاندھلوی، سیرت مصطفیٰ ﷺ (لاہور: ادارۃ الحرم، سن)، ج ۲، ص ۱۹۵.

^{۲۱} محمد بن اسماعیل البخاری، الصحیح للبخاری، رقم الحدیث ۲۷۸۴

^{۲۲} سلیمان بن اشعث ابوداؤد، سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۲۷۲۹

²³ [Manser, M, and George Latimer Apperson. Wordsworth Dictionary of Proverbs. p. 355. 2006](#)

²⁴ Laurie King, *PRIDE of the WACs: Sex and Sexuality during WWII*, 28 June 2021 (The Mariners' Museum and Park, 2021), <https://www.marinersmuseum.org/2021/06/pride-of-the-wacs-sex-and-sexuality-during-wwii/>.

^{۲۵} کاندھلوی، سیرت مصطفیٰ ﷺ، ج ۲، ص ۱۹۵.